International Research Journal of Arabic and Islamic Studies, Vol.:03, Issue: 03, Jan-Jun 2024
PP:59 - 75

OPEN ACCESS
IRJAIS
ISSN (Online): 2789-4010
ISSN (Print): 2789-4002
www. irjais.com

تحفظ عقل قرآنی احکامات کی روشنی میں تحقیقی جائزہ

Protection of intellect: A Research study in the light of Quranic teachings

Fatima.tuz.zuhra
PhD Scholar, Department of Islamic Studies, Faculty of Social Sciences and Humanities, Riphah International University, Islamabad, Pakistan

Abstract

This research work is intended to describe the importance of protection of intellect in the light of Quranic commandments, and to highlight those components of shariah that can be used to evolve and defend the intellect, as well as to introduce those guidelines of shariah that can explain the purpose of Quran.Allah Almighty guided man on how to use his wisdom and intellect to protect himself for a better life. To protect wisdom, God has prohibited everything that harms or destroys man's wisdom and causes him to fall from the highest rank of Ashraf-ul-makhlooqat. That is why the shariah forbade and condemned all intoxicating substances. Quran prohibits the use of hypnotics and those sedatives that badly influence the intellect, in order to promote it, offer it the best use, and supply the facilities and needs for its practical use in the world and the hereafter. Therefore, acquiring knowledge is an obligation and its use is the ultimate kind of wisdom. Those who acquire knowledge do employ it are superior to the ignorant. As a good feature of the intellect, the shariah forbids nonproductive and non-profitable knowledge, which redirects man. Similarly, acquiring wisdom with genuine and righteous knowledge, its methods, providing facilities for it, making the world a source of peace, prosperity, and perfection by making it a source of wisdom is the ambition of Shariah. In this article, an attempt has been made to highlight how to protect one's intellect and then the way to promote it to understand Quranic teachings with the feminist approach and subject interpretation.

Keywords:Intellect,cognition,wisdom,intoxicating substances, righteous knowledge, Shariah

تعارف موضوع

خدائے حکیم و علیم نے انسان کو اشرف المخلوقات بنا کر کرۂ ارض پر اپنا خلیفہ مقرر کیا اور اسے سوچنے سمجھنے اور عقل و دانش کی حیرت انگیز قوتوں سے نوازا تاکہ وہ خیر و شر میں تمیز کر کے اپنی زندگی کا مقصد و نصب العین طے کر کے اس دنیا میں زندگی گزارنے کے ساتھ ساتھ آخرت کی ابدی زندگی بھی سنوار سکے یا اس زمین میں اپنی عقل و فکر کی قوتوں کو تخریبی سرگرمیوں میں لگا کر دنیا میں فساد برپا کرنے کے ساتھ ساتھ اپنی آخرت کی ہمیشہ رہنے والی زندگی میں بھی خود کے لئے رسوائی کا سامان فراہم کرے۔ اسی بنیاد پر حاکم مطلق ذات نے عقل و فکر کو انسان کی کامیابی و ناکامی کی بنیاد قرار دے کر اسے یونہی نہیں چھوڑ دیا بلکہ ایک حکیم و دانا اور رحمت کا سرچشمہ ذات بن کر انسان کو اس کے عقل کے صحیح استعمال اور اس کی حفاظت کے بارے میں مکمل رہنمائی فراہم کی اور اپنی الٰہی شریعت کی بنیاد اور مقاصد میں سے ایک مقصد عقل کی حفاظت اور اس کی نشو و نما کو قرار دیا۔

عقل و دانش کی حفاظت کے واسطے رب العالمین نے ان تمام امور اور چیزوں کو ممنوع قرار دے دیا جو انسان کی عقل کو زائل کر کے اس کو اشرف المخلوقات کے اعلیٰ مرتبے سے گرا کر اسفل السافلین بلکہ اس سے بھی کم تر "جانوروں" کے درجے تک لے جاتی ہیں۔

أُولٰئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ ۔" [1]

"وہ ایسے ہیں جیسے چوپائے بلکہ ان سے بھی گمراہی میں زیادہ ہیں۔"

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ۔" [2]

"اے ایمان والو! شراب اور جوا اور بت اور فال کے تیر سب شیطان کے گندے کام ہیں"

لہٰذا شریعت مطہرہ نے تمام نشہ آور اشیاء مثلاً شراب وغیرہ کو مکمل طور پر حرام قرار دے دیا اور اس کے استعمال پر سخت ترین درجے کی سزا مقرر کر دی اور اس کے معاف کرنے کا اختیار بھی رب العالمین نے انسان سے سلب کر کے اپنی ذات تک محدود کر لیا، جس سے اس معاملے کی سنگینی سمیت دربار، باری تعالیٰ میں اس کی اہمیت کا بھی اندازہ ہو جاتا ہے۔

جہاں ایک طرف سلبی پہلو کے طور پر ان تمام اشیاء کو حرام قرار دے کر جرم بنا دیا گیا جو عقل کو نقصان پہنچاتی ہیں وہیں اس کے ایجابی پہلو کے طور پر شریعت عادلہ نے عقل کی حفاظت، اس کی نشو و نما، اس کی ترویج، اس کے بہترین استعمال اور اس کے دنیا و آخرت کے لئے عملی مفید استعمال کے لئے مطلوبہ سہولیات و ضروریات بہم پہنچانے کو بھی فرض قرار دے کر اس سے پہلو تہی اور روگردانی کو جرم قرار دیا۔ اس لئے حصول علم کو فرض قرار دیا جو کہ عقل کے تمام پہلوؤں کی اعلیٰ ترین

صورت ہے جبکہ مزید آگے بڑھ کر عقل کے ذریعے علم حاصل کرنے والوں کو عقل کا استعمال نہ کرنے اور بے علم رہنے والوں سے بدرجہا بہتر قرار دے دیا۔

حفاظت عقل کے ایجابی پہلو کے طور پر شریعت نے علمِ ضار کو حرام قرار دیا جو کہ عقل کو اس کے اصلی رخ سے موڑ دیتا ہے اسی طرح علم کو وحی الٰہی جو کہ علمِ حقیقی و صادق کا واحد مصدر رہے، سے جوڑ کر اسے ایک درست سمت عطا کرتا ہے تاکہ کسی بھی موڑ پر اس کے بھٹکنے کے تمام راستے مسدود کر دیئے جائیں۔

اسی طرح عقل و علم کے حصول، اس پر خرچ، اس کے لئے سہولیات فراہم کرنا، ادارے قائم کرنا، قرآن کریم کو بنیاد بنا کر تحقیقی مساعی کرنا اور دنیا کو عقل کے سچے استعمال سے مستفید کر کے امن و خوشحالی اور ترقی و کمال کا مرکز بنانا ہی شریعت کا مطمعِ اصلی ہے۔

عقل کی تفہیم

عقل کے لغوی معنی ہیں روکنا، بند کرنا، قید کرنا، بچانا، محفوظ کرنا۔ یہ اپنے صاحب کو اسباب ہلاکت اور گناہوں سے بچاتا ہے ،اتباع ہواء نفسانی سے محفوظ رکھتا ہے، خفیہ برائیوں سے محفوظ رکھتا ہے۔

عقل کا مصدر **عقل يعقل عقلا ومعقولا** ہے۔ لسان العرب میں عقل کے لغوی معنی یوں بیان ہوئے ہیں:

العقل :الحجر والنہیٰ وهوضد الحمق ،والجمع عقول۔ [3]

عقل روکنے اور منع کرنے کو کہتے ہیں، اس کی ضد بے وقوفی ہے اور جمع عقول ہے۔

عقل کے اصطلاحی معانی میں اختلاف رہا ہے۔ ذیل میں عقل کی چند اصطلاحی تعریفات بیان کی جاتی ہیں:

معجم الوسیط میں عقل کی تعریف یوں بیان کی گئی ہے:

"مايقابل الغزيزة التى لااختيارلهاومنه الانسان حيوان عاقل وما يكون به التفكير والاستدلال وتركيب التصورات والتصديقات ومابه يتميز الحسن من القبح والخيرمن الشروالحق من الباطل۔" [4]

"اس فطرت و خصلت کے مد مقابل (جس میں کوئی اختیار نہیں ہوتا) چیز عقل ہے اور اسی کی وجہ سے انسان عقل مند حیوان ہے، غور و فکر اور استدلال اسی سے ہوتا ہے، تصورات اور تصدیقات کو جوڑنا ہے (اور ان سے نتائج اخذ کرنا) پھر اچھا اور برا خیر اور شر نیز حق اور باطل میں تمیز بھی اسی سے ہوتی ہے۔"

قرآن کریم: مقاصد شریعت کا سرچشمہ

مقاصد شریعت کی تینوں اقسام کا سرچشمہ قرآن کریم اور سنت نبوی ﷺ ہے، قرآن کریم میں ان احکام کو اصولی انداز میں بیان کیا گیا اور سنت نبویہ میں بھی بہ صراحت اپنی فروعات کے ساتھ بیان ہوئی ہیں۔

مقصد اول: تحفظ دین

عبادات تحفظ دین کی عمارت کا ستون بھی ہیں اور وسیلہ بھی، جس پر پوری عمارت قائم ہوتی ہے۔ ارشاد نبی کریم ﷺ ہے:

"بني الإسلام على خمس: شهادة ان لا إله إلا الله، و إقام الصلاة، و إيتاء الزكاة، والحج، وصيام رمضان."[5]

"اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔ اس امر کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔ نماز قائم کرنا، زکوۃ ادا کرنا، بیت اللہ کا حج کرنا، اور رمضان کے روزے رکھنا۔"

یہ پانچوں اسلام کے ستون ہیں اور اسلام ہی اللہ کے ہاں دین ہے۔

ایمان باللہ کے بعد دوسرا مرحلہ عبادات کا آتا ہے اور دین کی حفاظت کے لئے عبادات جو کہ انسان کے ظاہر و باطن دونوں پر مشتمل ہیں یہ ریڑھ کی ہڈی کی مانند ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنے والے دین میں عبادت توحید کے تابع اور ایمان باللہ کی تکمیل کا ذریعہ ہے اور توحید کی اس دعوت میں عبادت ہی طرح سب انبیاء و رسل مشترک ہیں۔

قرآن کریم میں ارشاد ہے:

"شَرَعَ لَكُمْ مِنْ الدِّينِ مَا وَصَّى بِهِ نُوحًا وَالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَى وَعِيسَى أَنْ أَقِيمُوا الدِّينَ وَلَا تَتَفَرَّقُوا فِيهِ۔" [6]

"اللہ نے تمہارے لئے دین کا وہ طریقہ مقرر کیا ہے جس کا حکم نوح کو دیا تھا اور جسے (اے محمد ﷺ) اب تمہاری طرف ہم نے وحی کے ذریعے بھیجا ہے اور جس کی ہدایت ہم ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ کو دے چکے ہیں اس تاکید کے ساتھ کہ قائم کرو اس دین کو اس میں متفرق نہ ہو جاؤ۔"

ان عبادات کے ذریعے انسان اوپر چڑھتا رہتا ہے اور تمام حدبندیوں کو پھلانگتے ہوئے آخر میں اس مقدس رابطے تک پہنچ جاتا ہے جو ان تمام روابط کو کو احاطہ کئے ہوئے ہے۔ یعنی عظیم رب کے ساتھ تعلق جو کہ انسانیت کے لئے اشرف ترین مقام ہے۔

مقصد دوم: تحفظ جان

تحفظ جان کے درج ذیل طریقے شریعت میں بیان کئے گئے ہیں:

قتل ناحق کی حرمت

"وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا وَغَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهُ وَأَعَدَّ لَهُ عَذَابًا عَظِيمًا۔" [7]

”جو شخص کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کرے تو اس کی جزا جہنم ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا اس پر اللہ کا غضب اور اس کی لعنت ہے اور اللہ نے اس کے لئے سخت عذاب تیار کر رکھا ہے۔"

اسی طرح حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں:

"لَايَحِلُّ دَمُ امْرِئٍ مُسْلِمٍ يَشْهَدُ أَنْ لَاإِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَ أَنِّي رَسُولُ اللَّهِ، إِلَّا بِإِحْدَى ثَلَاثٍ الثَّيِّبُ الزَّانِي،وَالنَّفْسُ بِالنَّفْسِ،وَالتَّارِكُ لِدِينِهِ الْمُفَارِقُ لِلْجَمَاعَةِ۔"[8]

"کسی مسلمان کا خون جو یہ گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں ،حلال نہیں مگر تین میں سے ایک وجہ: شادی شدہ زانی یا جان کے بدلے جان یا جو شخص اپنا دین چھوڑ دے اور جماعت سے الگ ہو جائے۔"

شریعت اسلامی نے قتل انسانی کو قطعی حرام ٹھہرا کر ان کی حرمت کے قانون کو اس قدر عام کر دیا ہے کہ ہر عالم و جاہل کو اس کی حرمت کا علم ہے، مذاہب عالم اس بات پر متفق ہیں کہ انسانی جان محفوظ ہے اور اس کی قتل جائز نہیں۔

مقصد سوم: تحفظِ عقل

عقل اللہ تعالیٰ کی سب سے اعلیٰ بلند پایہ اور عالمی مرتبہ مخلوق ہے اور قوت سماعت کی طرح یہ بھی توحید کی دلیل ہے بے شک عقل دین کی اصل اور انسان کی انسانیت کی بنیاد ہے، اس کی فطرت کو قائم رکھنے والی اور انسان کی تکلیف و مسئولیت کی بنیادی وجہ ہے۔ یہ انسان کی عزت کی ضامن اور لوگوں پر اس کی گواہی کا ضامن ہے۔ اسی وجہ سے اس کی محافظت امت پر فرض ہے، عقل کے ہر عنصر کی حفاظت لازم ہے کیونکہ یہ خیر اور نفع کے لئے مددگار اور اس کی بڑھوتری کا سبب ہے۔ جب عقلِ انسانی مختل ہو جائے تو اس کی وجہ سے کل نظام مختل ہو جاتا ہے اور اسی وجہ سے انسان کو واجب ہے کہ عقل خالصتاً اس کی نہیں ہے بلکہ اس پر سب کا اجتماعی حق ہے اور یہ حق اللہ تعالیٰ نے اس کی عقل میں رکھا ہے۔ اسی لئے ضروریات خمسہ میں حفظ العقل ہر امت پر مقرر و معتبر ہے کہ اس کو تخریب و عدوم سے بچائے۔

اور تحفظ عقل اس وجہ سے بھی لازم ہے کہ اگر عقل پر کوئی آفت آتی ہے تو بندے کو اجتماعی حیثیت سے بگاڑ دیتی ہے اور وہ پھر باعث شر و تکالیف آدمیت بن جاتا ہے۔ دین اسلام کا منشا یہ ہے کہ انسانی اجتماعی نظام کا ہر عضو سلیم ہو جو کہ اجتماعیت کو خیر و نفع پہنچائے، اسی وجہ سے انسانی عقل پر خالص انسان کا ہی حق نہیں ہے بلکہ اس پر اجتماعیت کا حق ہے کہ جب وہ عقل کھو بیٹھتا ہے تو اجتماعی امن پر اثر انداز ہوتا ہے اور اجتماعیت کے لئے آفت و شر کا موجب بنتا ہے، لہذا اجتماعی نظام کا یہ حق ہے کہ اس کی سلامتی کو ملحوظ خاطر رکھا جائے اور اس مقصد کے لئے شرعی احکامات اس کی حفاظت کا ایسے ہی انتظام کرتے ہیں جیسے کہ علاج کا انتظام کرتا ہے۔

مقصد چہارم: تحفظ نسل

نسل انسانی کی بقاء نہ صرف انسان کی خواہش ہے بلکہ منشائے ربانی بھی ہے۔لہذا اللہ تعالیٰ نے انسان کی اس خواہش کو پورا کرنے کے لئے نکاح کا طریقہ بتایا ہے کہ اس سے انسان کی اعلیٰ صفت اور زندگی کا جوہر، عفت وعزت محفوظ ہو اور نتیجہ نسل انسانی کی حفاظت ہو۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً۔"

مقصد پنجم: تحفظ مال

اللہ رب العالمین نے مال کی حفاظت کی بھی نہایت تلقین فرمائی ہے اور حرام مال سے منع فرمادیا اور حصول مال کے تمام ناجائز اور غیر شرعی طریقوں پر پابندی لگاکر سزائیں مقرر کردیں۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے:

"وَلَا تَأْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ۔"

"اور ایک دوسرے کا مال باطل طریقوں سے نہ کھاؤ۔"

ایک دفعہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا یارسول اللہ ﷺ اگر کوئی شخص زبردستی مال چھیننا چاہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اسے اپنا مال مت دو۔ پھر وہ آدمی کہنے لگا اگر وہ مجھ سے لڑائی کرے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تم بھی اس سے لڑائی کرو۔ اگر وہ مجھے قتل کردے تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم شہید ہو۔ اگر میں اسے قتل کردوں تو؟ آپ ﷺ نے فرمایا وہ جہنم میں جائے گا۔

تحفظ عقل ایک بنیادی شرعی مقصد

فطرت انسانی کا ایک اہم جزو "عقل" ہے جو اس کو عام حیوانات سے ممتاز کرتی ہے، یہی وجہ ہے کہ اس کی حفاظت بھی بے حد اہم اور ضروری ہے۔ عقل کی بدولت ہی انسان مکلف ٹھہرتا ہے، اسلام عقل سے کام لینے کی تاکید کرتا ہے، عقل کی مادی اور معنوی طریقے سے افزائش پر زور دیتا ہے، عقل کی مادی افزائش یہ ہے کہ بہترین اور صحت بخش غذا کا استعمال کیا جائے اور عقل کی معنوی افزائش یہ ہے کہ علم کے ذریعہ عقل میں وسعت پیدا کی جائے، اسلام نے عقل کو خرافات اور اوہام پرستی سے پاک کیا، کاہنوں، نجومیوں اور جوتشیوں کے چکروں سے آزادی عطا کی، پھر ہر اس کام کو حرام ٹھہرایا جو انسانی عقل کو متاثر کرے، جس میں ہر طرح کا نشہ شامل ہے

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ ۔"[9]

"اے ایمان والو! بیشک شراب، جوا، استھان اور پانسے کے تیر یہ شیطانی کام ہیں ان سے بچو۔"

پس اس آیت سے واضح ہے کہ اسلام میں عقل کی حفاظت لازم ہے۔اسی لئے اسلام نے تمام نشہ آور چیزوں کو حرام ٹھہرایا تاکہ عقل کی حفاظت ہو سکے۔ عقل کی حفاظت کے لیئے یہ دو طریقے بے حد اہم ہیں جو کہ اسلام میں بیان کیے گئے ہیں۔"

تحفظ عقل کے وسائل

عقل کی حفاظت کے لئے دو بنیادی امور کا لحاظ لازم ہے۔

1۔ حفاظت کا ایجابی پہلو: کہ اس کو قائم رکھنے، بڑھانے اور اس کے اتمام کی کوشش کرنا۔

2۔ حفاظت کا سلبی پہلو: اس کو ضائع ہونے، خراب ہونے اور متاثر ہونے سے بچانا۔

تحفظ عقل کا ایجابی پہلو

عقل کے ایجابی پہلو دو طرح کے ہیں:

1۔ تفکر و تدبر

2۔ حصول علم

تفکر و تدبر

اسلام ایک ایسا دین ہے جو عقل کا احترام کرتا ہے اور انسان کو کائنات پر غور و فکر کرنے کی دعوت دیتا ہے، تفکر و تدبر کو عبادت قرار دیا گیا ہے اور مسلمانوں کو اس بات کا حکم دیا گیا ہے کہ وہ کائنات پر نگاہ ڈالے اور آسمان و زمین کی بادشاہت اور کائنات کی تمام تر نشانیوں پر غور و فکر کرے جو کہ اللہ تعالیٰ کی صفت کمال و عظمت و کبریائی کا اعلان کرتی ہیں۔ یہ ایک اہم عبادت ہے جس کے ذریعے عقل کی حفاظت اور بڑھوتری ممکن ہے۔

تفکر کا معنی

سوچنا، غور کرنا، تامل کرنا، کسی معاملے کے مختلف پہلوؤں پر سوچنا۔

معجم التعریفات میں فکر کی تعریف یوں کی گئی ہے۔

ترتیب امور معلومة للتادی الی مجھول[10]

معلوم چیزوں کو ایسی ترتیب دینا جو کسی نامعلوم چیز کا علم دلادے۔

حصول علم نافع

تحفظ عقل کا ایجابی پہلو علم حاصل کرنا ہے جس کی قرآن و سنت میں نہایت تاکید کی گئی ہے، مسلمان کو بار بار نظر عقلی دوڑانے اور علم و معرفت حاصل کرنے پر ابھارا گیا ہے، علم و معرفت کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ

قرآن کریم میں اس کا ذکر مختلف مقامات پر پچاسی بار آیا ہے۔[11] اور حصول علم کی تاکید سے ہی انسانیت کی فلاح کا سبق شروع کیا گیا، پہلی وحی جو رسول اللہ پر نازل ہوئی وہ یہی ہے کہ:

"اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ خَلَقَ الْإِنسَانَ مِنْ عَلَقٍ o اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْإِنسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ۔"[12]

"اے حبیب! اپنے رب کے نام سے آغاز کرتے ہوئے پڑھیئے جس نے ہر چیز کو پیدا فرمایا اس نے انسان کو رحمِ مادر میں جونک کی طرح معلّق وجود سے پیدا کیا پڑھیئے اور آپ کا رب بڑا ہی کریم ہے جس نے قلم کے ذریعے لکھنے پڑھنے کا علم سکھایا جس نے انسان کو اس کے علاوہ بھی وہ کچھ سکھا دیا جو وہ نہیں جانتا تھا۔"

اسی طرح علم کی شان میں یہی کافی ہے کہ سیدنا آدم علیہ السلام کو ملائکہ پر علم و معرفت کے سبب ہی فضیلت دی گئی کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو حکم دیا کہ آدم کو تکریماً سجدہ کریں۔[13]

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

"وَعَلَّمَ آدَمَ الاَسمَاءَ كُلَّها ثُمَّ عَرَضَهم عَلى المَلاَئِكة۔"[14]

قرآن کریم نے علم و معرفت کو وہ اہمیت دی ہے جو کسی دوسری شے کو نہیں دی اور نہ ہی کسی دوسری کتاب نے اس قدر علم کی اہمیت پر زور دیا ہے۔ اسی طرح علماء کو باقی لوگوں پر فضیلت عطا کی۔ ارشاد ہے: "وَتِلكَ الاَمثَالُ نَضرِبُها لِلنَّاسِ وَمَايَعقِلُها اِلاَّ العَالِمُون۔"[15]

علم نافع کی تعریف

لفظ "نافع" لفظ نفع سے نکلا ہے۔ جس کے لغوی معنی "فائدہ مند، مفید، نفع دینے والا، اور نفع بخش" وغیرہ کے ہیں۔[16]

جبکہ علم کی دو اقسام ہیں۔ 1۔ علم نافع اور 2۔ علم غیر نافع

"علم نافع" سے مراد "نفع بخش علم" ہے۔ اس کی سادہ الفاظ میں تعریف بیان کی جائے تو "ایسا علم جو شریعت کے مطابق زندگی کو بہتر طور پر گزارنے کے قابل بنائے نیز جس میں فقاہت (سمجھ بوجھ خصوصاً دینی امور کے بارے میں) ہو۔ جبکہ وہ علم جو نہ تو شریعت کے مطابق زندگی گزارنے میں کام آئے اور نہ ہی اس سے دین کی سمجھ ہو علم غیر نافع کہلاتا ہے۔ ایک اور جگہ علم نافع کی تعریف کچھ یوں بیان کی گئی ہے: "علم نافع" سے مراد وہ علم ہے جو محض معلومات کا ذخیرہ ہی نہ ہو بلکہ اس علم کے ذریعہ سے قلب نورِ الٰہی سے منور ہو جائے ایسے علم کو علم نافع کہتے ہیں۔" حضور نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

"جس نے علم سیکھا مگر اس سے اللہ کی رضا حاصل نہ کی نہ اسے سکھایا مگر دنیا سے عزت حاصل کرنے کے لئے وہ قیامت کے دن جنت کی خوشبو بھی نہ پا سکے گا۔"[17]

رسول اللہ ﷺ نے حصول علم کے لئے دعائیں سکھائی ہیں:

"اللہم انی اعوذبک من علم لا ینفع "[18]

"اے اللہ میں تجھ سے ایسے علم سے پناہ مانگتا ہوں جو فائدہ مند نہ ہو۔"

خدا شناسی

علم نافع اس علم کو کہتے ہیں جس سے خدا شناسی پیدا ہو، علم کے بغیر اللہ تعالیٰ کی معرفت مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے، علم کے ذریعے ہی انسان خدا کی رضا جوئی کا طریقہ معلوم کر سکتا ہے۔

"خدا شناسی کے بغیر جو بھی علم حاصل کیا جائے وہ علم نافع نہیں "[19]

خود شناسی

اسی طرح وہ علم مفید ہے جس سے انسان کو اپنی معرفت حاصل ہوتی ہے، انسان کی تخلیق کا مقصد، اسے مسجود ملائک بنانے اور اس جہاں کو اس کے لئے مسخر کر دینے کا اصل مقصد کیا ہے، اس علم کا حصول علم نافع کہلاتا ہے، معرفت اور خود آگاہی انسان کی اصلاح کے لئے نہایت ضروری ہے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ "من عرف نفسه فقد عرف ربه" جس نے خود کو پہنچان لیا اس نے رب کو پہچان لیا۔

حصولِ علم نافع کی اہمیت

حصولِ علم کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی ہوتا ہے کہ جو علم نافع حاصل کرتا ہے۔ اور دوسروں تک پہنچاتا ہے اس کے لیئے آخرت میں بڑا اجر ہے۔ ان علوم کی افادیت کا ذکر خود قرآن کریم میں موجود ہے۔ ان علوم کو حاصل کرنے میں دنیا اور آخرت کی سعادت پوشیدہ ہے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

"علموا العلم وتعلموا للعلم السكينة والحلم وتواضعوا لمن تعلمون منه۔"[20]

"علم سیکھو اور علم کے لئے سکینت اور وقار سیکھو، اور جن سے تم علم سیکھتے ہو ان کے ساتھ تواضع سے پیش آؤ۔"

ڈاکٹر محمد حمید اللہ لکھتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ چاہتے تھے کہ ہر مسلمان کو کچھ تو بنیادی تعلیم دی جائے جو لازمی ہو اور دیگر علوم کے بارے میں بھی اس کے پاس کچھ نہ کچھ معلومات ہوں، جو کسی بھی وقت اس کے کام آسکتی ہیں، اس لیے فیصلہ کیا گیا کہ قرآن مجید کو پڑھو، کیوں کہ اس میں تقریباً تمام علوم کا ذکر کیا گیا ہے۔[21]

اس کی اہمیت اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اللہ سے علم نافع عطا کرنے کی دعا مانگی ہے اس حوالے سے حدیث میں ہے کہ: "اللّٰہم انفعنی بما علمتنی وعلمنی ماینفعنی"[22] اے اللہ جو علم تو نے مجھے عطا کیا ہے اس کو نفع بخش بنا اور مجھے وہ علم عطا کر جو میرے لیے نفع بخش ہو۔"

رسول اللہ ﷺ کی یہ بڑی جامع اور معنی خیز دعا ہے۔ اس دعا میں بھی حکمت پوشیدہ ہے جس کے مطابق دنیا میں وہی چیز باقی رہتی ہے جو نفع بخش ہو اور جو چیز نفع بخش نہیں ہوتی وہ دیرپا نہیں ہوتی۔ یعنی بقا کا راز مفید ہونا ہے اور غیر نفع بخش ہونے کا انجام ضائع ہونا ہے۔ قرآن پاک میں ایک خوبصورت مثال کے ذریعہ نفع رسانی کے نکتہ کو سمجھایا گیا ہے، اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"أَنزَلَ مِنْ السَّمَاءِمَاءً فَسَالَتْ أَوْدِيَةٌ بِقَدَرِهَا فَاحْتَمَلَ السَّيْلُ زَبَدًارَابِيًا وَمِمَّا يُوقِدُونَ عَلَيْهِ فِي النَّارِابْتِغَاءَ حِلْيَةٍ أَوْ مَتَاعٍ زَبَدٌ مِثْلُهُ كَذَلِكَ يَضْرِبُ اللَّهُ الْحَقَّ وَالْبَاطِلَ فَأَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَاءً وَأَمَّا مَا يَنفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْأَرْضِ كَذَلِكَ يَضْرِبُ اللَّهُ الْأَمْثَالَ۔"[23]

"اللہ نے آسمان سے پانی برسایا اور ہر ندی نالہ اپنے ظرف کے مطابق اسے لے کر چل نکلا، پھر جب سیلاب اٹھا تو سطح پر جھاگ بھی آ گئی اور ایسے ہی جھاگ ان دھاتوں پر بھی اٹھتے ہیں جنھیں زیور اور برتن وغیرہ بنانے کے لیے لوگ پگھلایا کرتے ہیں۔ اسی مثال سے اللہ حق اور باطل کے معاملے کو واضح کرتا ہے جو جھاگ ہے وہ اڑ جایا کرتا ہے اور جو چیز انسان کے لیے نافع ہے وہ زمین میں ٹھہر جاتی ہے، اسی طرح اللہ مثالوں سے اپنی بات سمجھاتا ہے۔"

علم نافع کی اہمیت کو سمجھنے کے لیئے یہ ضروری ہے کہ یہ جانا جائے کہ اس دنیا میں بقاء انفع کا اصول رائج ہے، جو چیز نفع بخش ہے وہ تو باقی رہتی ہے اور جو نافع نہیں ہے وہ اپنی جگہ خالی کر دیتی ہے۔ مثال کے طور پر جس طرح موتی سمندر میں باقی رہ جاتا ہے اور جھاگ ضائع ہو جاتا ہے اسی طرح انسانی معاشرہ میں نافع چیز اپنے بقا کا سامان رکھتی ہے اور غیر نافع چیز اپنے وجود کا جواز کھو دیتی ہے۔ بیکار چیز کی حفاظت کوئی نہیں کرتا۔ کارآمد چیز کی ہر شخص حفاظت کرتا ہے۔ یہ اصول ہر شعبۂ حیات میں جاری ہے، علم کے ساتھ انسان کے اعمال اور اخلاق سب کچھ اس میں شامل ہیں۔ کیونکہ نفع بخش شے کی حفاظت قدرت خود کرتی ہے، جبکہ غیر نفع بخش چیزوں کو حالات کے رحم و کرم پر چھوڑ دیتی ہے۔ اسی لیے غیر نفع بخش چیزوں کا وجود وقتی اور عارضی ہوتا ہے اور نفع بخش چیزوں کا وجود پائیدار اور دائمی ہوتا ہے۔[24]

اس کی وضاحت حضرت محمد ﷺ کی سیرت مبارکہ سے بھی ہوتی ہے کہ حضرت جبرائیل جب پہلی بار اللہ کا پیغام لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس غار حرا میں آئے تو آپ ﷺ پر خود گھبراہٹ طاری ہو گئی۔ آپ ﷺ گھر واپس آئے اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ مجھے چادر اوڑھا دو، مجھے اپنی جان کا خطرہ ہے۔ آپ ﷺ کی حالت دیکھ کر حضرت خدیجہ نے فرمایا کہ:

"کلاواللہ ما یخزیک اللہ ابداً انک لتصل الرحم وتحمل الکل،وتکسب المعدوم وتقری الضیف وتعین علی نوائب الحق۔"[25]

"ہر گز نہیں! اللہ آپ کو کبھی رُسوا نہیں کرے گا، کیوں کہ آپ صلہ رحمی کرنے والے ہیں اور آپ لوگوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں، ناداروں کی مدد کرتے ہیں، مہمانوں کی ضیافت کرتے ہیں اور مصیبت کے دن میں لوگوں کے کام آتے ہیں۔"

جو شخص انسانی معاشرے کے لیئے جتنا مفید اور نفع بخش ہو گا، اللہ اسے اس کا اتنا ہی اجر ضرور دے گا اور ضائع نہیں کرے گا۔ علم نافع ایسا علم ہے جو کہ انسان کی دنیاوی زندگی میں بھی قائم رہتا ہے اور انسان کے مرنے کے بعد بھی باقی رہتا ہے۔ انسان خود تو مر جاتا ہے لیکن اس کا فیض باقی رہتا ہے۔ کیونکہ دوسرے لوگ اس سے فیض یاب ہوتے ہیں اور اس کا اجر و ثواب اس شخص کو ملتا رہتا ہے۔ اسی لیئے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اذا مات الانسان انقطع عمله الامن ثلٰثة:الا من صدقة جارية اوعلم ينتفع به اوولدصالح يدعوله۔"[26]

"جب انسان مر جاتا ہے تو اس کے عمل کا سلسلہ بھی منقطع ہو جاتا ہے۔ سوائے تین قسم کے عمل کے، ایسا علم جس سے دوسرے لوگ فائدہ اٹھائیں یا صدقہ جس کا فیض جاری رہے یا ایسی نیک صالح اولاد جو مرنے کے لیے دعا کرتی رہے۔"

اس سے واضح ہوتا ہے کہ علم نافع کی اسلام میں کس قدر اہمیت ہے۔ اور علم نافع کا مرتبہ و مقام بھی کس قدر اونچا ہے۔

تحفظ عقل کا سلبی پہلو

"تحفظ عقل کے سلبی پہلو سے مراد ایسے اعمال ہیں جو کہ عقل کی نفی کریں۔ اور انسان جس میں عقل کا استعمال نہ کر سکے۔" اسی لیئے شریعت میں تحفظ عقل کو بے حد اہمیت حاصل ہے اور اس کا سب سے بڑا نقصان عقل کو کھونا ہے۔ لہٰذا شریعت میں ہر اس شے کو حرام قرار دیا گیا ہے جو کہ عقل کو کھونے کا سبب بنے یا جس سے انسان کے حواس سلب ہو جائیں اور اس میں سوچنے سمجھنے کی صلاحیت ختم ہو جائے، اور ایسی چیزوں کے استعمال کی بھی سخت ممانعت ہے۔ جیسا کہ نشہ آور اشیاء، شراب وغیرہ۔ اس حوالے سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ:

"يتسبب الكحول في تدمير الثروة واضطراب العقل۔"

"شراب مال کی تباہی اور عقل کی خرابی کا باعث ہے۔"[27]

پس تمام ایسی اشیاء جو کہ عقل کی نفی کریں اور انسان کے حواس کو ختم کر دے۔ شریعت اس کے خلاف ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تحفظ عقل میں شریعت کو بے حد اہمیت حاصل ہے۔ نشہ ہر شریعت میں حرام ہے، کیونکہ تمام شریعتیں بندوں کے مفاد کے لیے ہیں، ان کے نقصانات کے لئے نہیں اور مفاد میں سب سے اہم بات تحفظ عقل اور سب سے بڑا نقصان عقل کو کھونا ہے۔ پس وہ اشیاء جو عقل کو زائل کر دیتی ہے اسے ممنوع قرار دینا واجب ہے۔[28]

اسی طرح سائب بن یزیدؓ سے روایت ہے کہ:

"حضورؐ اور حضرت ابو بکرؓ صدیق کے عہد میں اور حضرت عمرؓ کے ابتدائی عہد میں چالیس ضربیں لگائی جاتی تھیں لیکن جب لوگ شراب نوشی زیادہ کرنے لگے تو حضرت عمر فاروقؓ نے اسی (80) کوڑے لگانے شروع کر دیئے۔[29]

جب اسلام آیا تو اللہ تعالیٰ نے برائیوں کے روک تھام کے لئے ایک ساتھ قانون سازی نہیں کی بلکہ لوگوں کو آہستہ آہستہ احکام شریعت کے لئے تیار کیا تا کہ وہ اسلامی قوانین پر عمل در آمد میں کوئی پریشانی محسوس نہ کریں اور اسلامی نظام سے وابستہ ہو جائیں۔ شراب کے معاملے میں بھی اللہ تعالیٰ نے یہی طریق کار کا لحاظ رکھا۔ جاہلی معاشرے میں شراب نوشی کی عادت چھڑانے میں اسلامی شریعت میں نفاذ قوانین کی بہترین مثال ہمیں ملتی ہیں۔ پہلے شراب کو حرام قرار دیا گیا پھر حرمت کی علت بیان کی گئی ہے اس کے بعد ان کے احکام، علت اور اس کی حکمتیں خوب ذہن نشین کرائی گئی آخر میں اس کی سزا مقرر کر دی گئی۔

2۔ تحفظِ عقل بذریعہ نشہ آور اشیاء سے اجتناب

انسان کے ذمہ جتنے شرعی واجبات ہیں ان کی ادائیگی کے لئے جسم و جان کی حفاظت لازم ہے، جسم کا تندرست و توانا ہونے کے لئے ضروری ہے کہ حلال و پاک مال کھایا جائے اور حرام سے بچا جائے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

" وَيَحِلُّ لهم الطَّيِّبَاتُ وَيُحَرِّمُ عَلَيهِم الخَبَائِثَ۔"[30]

اسی طرح حفاظت عقل کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ اس کو ان تمام اشیاء سے بچایا جائے جو اس کو نقصان پہنچاتی ہوں۔

تحفظ عقل کے پیش نظر شریعت نے ہر قسم کے نشہ آور اشیاء کے استعمال پر پابندی لگائی ہے خواہ اس میں وقتی طور پر جسمانی فوائد کیوں نہ ہو۔ قرآن کریم نے اس کو اُصولی لحاظ سے اس کو رد کر دیا ہے۔ اس بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"يَسْأَلُونَكَ عَنْ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِيهِمَا إِثْمٌ كَبِيرٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَ إِثْمُهُمَا أَكْبَرُ مِنْ نَفْعِهِمَا۔"[31]

"اے پیغمبر آپ سے لوگ شراب اور جوئے کے بارے میں پوچھتے ہیں ان سے کہہ دیجئے ان دونوں میں نقصان بہت ہے اور انسانوں کے کچھ فائدے بھی ہیں لیکن ان کا نقصان فائدے سے بہت زیادہ ہے"۔

کتاب اللہ سے مسکرات کی حرمت کا حکم

قرآن مجید میں مسکرات کے حوالے سے ارشادِ ربانی ہے کہ:

"يَسْئَلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِيهِمَا إِثْمٌ كَبِيرٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَ إِثْمُهُمَا أَكْبَرُ مِن نَّفْعِهِمَا۔"[32]

"لوگ آپ سے شراب اور جوئے کا مسئلہ پوچھتے ہیں، آپ کہہ دیجئے ان دونوں میں بہت بڑا گناہ ہے اور لوگوں کو اس سے دنیاوی فائدہ بھی ہوتا ہے، لیکن ان کا گناہ ان کے نفع سے بہت زیادہ ہے۔"

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے شراب اور جوئے کے "(اثم کبیر) یعنی کہ بہت بڑا گناہ "ہونے کی طرف اشارہ فرمایا ہے اس کے بعد اسکے کچھ دنیاوی فوائد کی طرف بھی اشارہ کر دیا ہے لیکن اصل بات جو اللہ تعالیٰ اس آیت مبارکہ کے ذریعے لوگوں کے ذہنوں میں واضح کرنا چاہتے ہیں وہ ہے اسکا گناہ جو دنیاوی منفعت سے کہیں بڑھ کر ہے۔

اسی طرح سے سورۃ النساء میں اللہ تبارک وتعالیٰ بیان فرماتے ہیں کہ

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَ أَنتُمْ سُكَارَىٰ"[33]

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو، جب تم نشے کی حالت میں ہو تو نماز کے قریب نہ جاؤ۔"

اس آیت میں بظاہر شراب کا ذکر نہیں ہے لیکن نہایت لطیف انداز میں ایک اُصول "سکر "یعنی "نشہ آور چیز "کی طرف اشارہ کر دیا گیا ہے کہ جب تم نماز جیسی اہم عبادت کے لیے کھڑے ہو تو نشے کی حالت میں نہ ہو اور ہر شخص بخوبی جانتا ہے کہ نشہ ایک ایسی کیفیت ہے جس میں انسان اپنے ہوش وحواس میں نہیں رہتا اور ظاہر ہے کہ ایسا نشہ "" خمر"(شراب)میں بھی موجود ہوتا ہے لہذا اگر آپ اِس "سکر "(نشہ آور چیز) کو بطورِ اُصول لے لیں تو ان میں "خمر "شراب آپ سے آپ داخل ہو جائے گی۔

پس ان آیات سے ظاہر ہے کہ کتاب اللہ میں مسکرات کے متعلق بھی احکامات موجود ہیں، اور ان کی تحریم کے حوالے سے اللہ تعالیٰ خود ارشاد فرماتے ہیں۔

فرامین نبوی ﷺ سے مسکرات کی حرمت

سیدنا ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے بارگاہِ رسالت ﷺ میں عرض کی کہ اے اللہ کے رسول ﷺ ہمیں آپ دو قسم کی شراب کے متعلق فیصلہ دیجئے جسے ہم یمن میں تبع اور دانوں سے بناتے ہیں؛ تبع شہد سے بنتی ہے اور میزر "جو" کے (دانوں) سے بنتی ہے۔ جب اس میں شدت پیدا ہو کر نشہ آجائے تو اس کا کیا حکم ہے؟ نبی اکرم ﷺ جوامع الکلم تھے آپ نے فرمایا:"**كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ**۔"[34]"ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔" نبی کریم ﷺ نے منشیات کو سکر کہہ کر اس کی حرمت کا اعلان کیا۔ اس سے متعلق مسلم میں ایک دوسری روایت ہے کہ "**ولا تشربوا مُسْكِرًا**۔" [35]"اور نشہ آور چیز کا استعمال مت کرو۔"

اسی طرح سے ایک اور جگہ پر حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

"مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ لَمْ يُقْبَلِ لَهُ صَلَاةُ ارْبَعِيْنَ صَبَاحًا، فَإِنْ تَابَ تَابَ اللهُ عَلَيْهِ، فَإِنْ عَادَ لَمْ يَقْبَلِ اللهُ لَهُ صَلَاة اَرْبَعِيْنَ صَبَاحًا، فَإِنْ تَابَ تَابَ اللهُ عَلَيْهِ، فَإِنْ عَادَ لَمْ

يَقْبَلِ اللّٰهُ لَهُ صَلَاةَ اَرْبَعِيْنَ صَبَاحًا، فَإِنْ تَابَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ، فَإِنْ عَادَ الرَّابِعَةَ لَمْ يَقْبَلِ اللّٰهُ لَهُ صَلَاةَ اَرْبَعِيْنَ صَبَاحًا، فَإِنْ تَابَ لَمْ يَتُبِ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَقَاهُ مِنْ نَهْرِ الْخَبَالِ۔ قِيْلَ يَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَمَا نَهْرُ الْخَبَالِ؟ قَالَ: نَهْرٌ مِنْ صَدِيْدِ اَهْلِ النَّارِ۔"[36]

"جس نے شراب پی تو اللہ تعالیٰ اس کی چالیس دنوں کی نمازیں قبول نہیں کرتا اور اگر توبہ کرلے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمالیتا ہے اگر دوبارہ لوٹا (شراب پی) تو اللہ تعالیٰ اس کی چالیس دنوں کی نمازیں قبول نہیں فرماتا اور اگر توبہ کرلی تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمالیتا ہے اور اگر (تیسری مرتبہ) پھر لوٹا تو اللہ تعالیٰ پھر اس کی چالیس دنوں کی نمازیں قبول نہیں فرماتا اور اگر توبہ کرلے تو اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرلیتا ہے اور اگر چوتھی مرتبہ لوٹا تو اللہ تعالیٰ اس کی چالیس دنوں کی نمازیں قبول نہیں فرماتا اور اگر توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول نہیں فرماتا اور اسے نہر الخبال سے پلائے گا۔ کہا گیا: اے ابو عبدالرحمن! (حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی کنیت ہے) نہر خبال کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا: جہنمیوں کی پیپ کی نہر ہے۔"

اسی طرح الاشربہ لاحمد بن حنبل کی روایت ہے:"**نہی رسول اللہ ﷺ عن کل مسکرومفتر۔**""رسول ﷺ نے ہر نشہ آور اشیاء کے استعمال سے منع فرمایا ہے۔"

یہ حدیث اس اعتبار سے کافی واضح ہے کہ نشہ کا تعلق چاہے مسکر سے ہو یا مفتر سے جسے آج کل مخدورات کہا جاتا ہے ہر حال میں حرام ہے۔ پس اس سے معلوم ہوا کہ ہر قسم کی نشہ آور چیزیں حرام ہیں۔

حاصل بحث

انسان کو اشرف المخلوقات کی خصوصیت عقل کی بنیاد پر دی گئی ہے۔ اور عقل ہی کی بنا پر انسان کو احکام شریعت کا پابند ومکلف ٹھہرایا گیا ہے اور جہاں یہ نعمت ساقط ہوجاتی ہے وہاں احکام شرعیہ کا قیام اور تکلیف ومسئولیت بھی ساقط ہوجاتی ہے اور یہی عقل کی تعظیم کی سب سے بڑی دلیل ہے۔ قرآن وسنت میں عقل کے استعمال اور غور وفکر کرکے کائنات کے اسرار ورموز تک پہنچنے، فلاح وکامرانی کی راہوں کو پہنچاننے اور اللہ کے احکام پر فکر وتدبر کرکے اپنی دنیا وعقبیٰ سنوارنے کی کثرت سے تلقین کی گئی ہے۔ اسی وجہ سے احکامِ شریعت کو علماء نے جن پانچ مقاصد میں تقسیم کیا ہے۔ ان میں ایک اہم مقصد تحفظ عقل بھی ہے، اسی اہمیت کی بنا پر عقل کی حفاظت وصیانت ہر انسان پر لازم ہے۔ عقلِ انسانی کی حسی ومعنوی محافظت انفرادی اوراجتماعی دونوں حیثیتوں سے لازم ہے کیونکہ عقل انسانی کی تخریب وعدوم کے اثراتِ بد نہ صرف انسان کی انفرادی زندگی پر پڑتے ہیں بلکہ اجتماعی حیثیت سے بھی وہ معاشرے کے لئے باعث شر وتکلیف آدمیت ہوجاتا ہے۔

عقل کی حسی حفاظت کے لیے اس کو ان تمام نشہ آور اشیاء سے بچایا جائے جو جزوی یا کلی طور پر اس پر پردہ ڈالتی ہوں اور معنوی حفاظت کے لئے اس کو ایسے تمام عقائد و مذاہب اور خیالات و نظریات سے پاک رکھا جائے جو خدا بیزار ہوں اور عقلی آزادی کا سبق دیتی ہوں، انسانیت کو اس کے خالق و مالک سے جوڑنے کی بجائے دور کرتی ہوں، ان میں اسلام کے علاوہ دیگر مذاہب کا مطالعہ واتباع، فکری انحراف، سوچ بچار، اوہام و خرافات اور اندھی تقلید شامل ہے۔ اسلام ایسے کسی بھی تسلط کو قبول نہیں کرتا جو انسان کی عقل و نظر و تفکر پر حاوی ہو کر اسے اپنے خالق و مالک سے اور حقیقی راہ ہدایت سے دور کر دے۔ لہذا تحفظِ عقل کے پیشِ نظر شریعت الٰہی ایسی تمام حسی و معنوی اشیاء کو حرام قرار دیتی ہے۔

ارتقائے عقل کے لیے معاصر فکر اسلامی کے تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے عقلی آزادی کے تمام راستے مسدود ہیں۔ شریعت اسلامی عقل کو مختار کل اور حاکم نہیں سمجھتی بلکہ اسے حقیقی مصدر علم و معرفت "وحی الٰہی" سے جوڑتی ہے ، عقل انسانی وحی الٰہی کے ذریعے طے کردہ مقدس لائحہ عمل پر عمل درآمد کرنے کی پابند ہے اور اس کی ارتقاء کے لیے ان مقدس علوم کا جاننا اور سمجھنا لازم ہے جو خدا شناسی اور خود شناسی کا سبق دیتے ہیں۔

سفارشات

* حفاظت عقل اور اس کی بڑھوتری کی خاطر مزید پہلوؤں سے تحقیق، عقل کو معطل ومتاثر کرنے والے امور کی وضاحت مثلاً نفسیاتی مسائل، عقائد و مذہب کی ترویج، اوہام و خرافات اور عقل پر پردہ ڈالنے والے دیگر امور پر مزید تحقیق کی ضرورت ہے
* تحفظ عقل کے واسطے قرآن وسنت کی تعلیم عام کی جائے۔ قرآن کریم کو اس کے انداز میں کماحقہ پڑھا اور سمجھا جائے اس پر غور وفکر اور تدبر کیا جائے۔ اور اس کے نتیجے میں نت نئی تحقیقات وایجادات کی جانی چاہیے، کائنات کے اسرار ورموز سے پردہ اٹھایا جائے جس کی قرآن کریم دعوت دیتا ہے۔
* نسل نو کو علم و تحقیق سے جوڑنے کی خاطر علم دوست ماحول پروان چڑھانے کے لئے عوامی مقامات پر کتب خانوں کا قیام عمل میں لایا جانا چاہیئے، جہاں نوجوان نسل کی دلچسپی کے مطابق کتب رعایتی قیمتوں پر دستیاب ہوں۔ انعامات میں کتب کی ہی تقسیم کی جائے۔ عمومی طور پر کتب بینی کو رواج دینا چاہیئے۔ اور اس کے لئے ممکنہ اقدامات کرنے چاہئیں۔
* ارتقائے عقل کے لئے اسے علمِ نافع سے جوڑنے کی اشد ضرورت ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ مروجہ نصاب میں مطلوبہ اصلاحات کی جائیں۔ دینی ودنیوی علوم کی تفریق کو نصاب اور اداروں کی سطح پر ختم کیا جائے اور پورے ملک میں یکساں نظام تعلیم رائج ہو۔ نصاب تعلیم کو من وعن طلباء تک اتارنے کی بجائے سرگرمیوں کی بنیاد پر تشکیل نو کی جائے۔ تحقیقی و تخلیقی سرگرمیوں کی بنا پر نصاب کی خاکہ بندی کی جانی چاہیئے۔

* حفاظت عقل کے واسطے خمر اوراس کی تمام تر اقسام کے استعمال پر عائدہ کردہ پابندی پر سختی سے عمل درآمد ہو۔اس جرم کی اجتماعی اورانفرادی حیثیت سے حوصلہ شکنی کی جائے اور نشہ آوری کے اڈوں کے خلاف سخت کارروائی کی جائے ۔عقل کو بچانے کے لئے ہر طرح کے نشہ وشراب کی ادنیٰ مقدار تک سے اجتناب کا کہا گیااوراپنے زیر اثر حلقہ جات میں اس کے متعلق آگہی دینی چاہیئے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات(References)

1القرآن: 7/ 179۔

2القرآن: 5/90۔

3 ابن منظور ،لسان العرب المحیط(بیروت:دارلسان العرب اعداد وتصنیف،س ن) 2/ 845۔

4 ابراہیم انیس ،معجم الوسیط ،مجمع اللغة العربیة(مصر: مکتبة الشروق الدولیة، 2004ء)ص 617۔

5 مسلم، الصحیح، کتاب الایمان، باب بیان أرکان الإسلام و دعائمه العظام، 1/45۔

6 القرآن:13/42۔

7 القرآن: 93/4۔

8 مسلم،الصحیح ،کتاب القسامة والمحاربین والقصاص،باب مایباح به دم المسلم ،348/3۔

9 القرآن:90/5۔

10 علی بن محمد بن علی الحسینی الجرجانی، معجم التعریفات (قاہرہ: شرکة القدس للتصدیر ،طبعة الاولی 2007ء)۔

11 المعجم المفہرس لالفاظ القرآن ،محمدفواد عبدالباقی ،مادہ علم ۔

12القرآن:1/96۔6۔

13فاطمه اسماعیل، القرآن والنظر العقلی(امریکه : المعهد العالمی للفکر الاسلامی ،1993ء) ، 80۔

14 القرآن:2/31۔32۔

15 القرآن:43/29۔

16 ریختہ ڈکشنری ، آنلائن۔https://www.rekhtadictionary.com/meaningofnaafe?lang=ur

17 ابی داؤد، السنن ، کتاب العلم ، باب فی طلب العلم لغیر الله تعالی، 620۔

18 ابن ماجه، السنن ، کتاب العلم ، باب الانتفاع بالعلم و العمل به، 52۔

19 لیاقت علی خان نیازی ،پاکستان کےلئے مثالی نظام تعلیم (لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز ،2002ء) 9۔

20 الطبرانی فی الأوسط۔سلسلة الضعیفة 1610۔

21 ڈاکٹر حمید اللہ، خطبات بہاول پور (اسلام آباد: جامعۃ الاسلامیہ العالمیہ، 2007ء)319۔

22 ابن ماجہ ، سنن، کتاب الدعوات ، باب دعاء رسول اللہ ﷺ"3/305۔

23 القرآن، 17/13۔

24۔ افکارِ نو، قرآن اور علم نافع، 28 اکتوبر 2019ء۔

25۔ بخاری، الصحیح ،کتاب الوحی، باب کیف کان بدء الوحی، 1/146۔

26۔مسلم ، الصحیح ، کتاب الوصیۃ، باب ما یلحق الانسان من الثواب بعد وفاتہ، 1/201۔

27ابو بکر محمد بن ابی سہل السرخسی، المبسوط (بیروت: دار المعرفۃ ، 1393ھ) 2/24۔

28 قرطبی، الاحکام القرآن، 6/287۔

29 سرخسی، المبسوط ،2/24

30 القرآن:9/57۔

31 القرآن:2/219۔

32 القرآن:2/219۔

33القرآن 4/4۔

34 مسلم ،صحیح ، کتاب الاشربۃ، باب بَیَانِ أَنَّ کُلَّ مُسْکِرٍ خَمْرٌ وَأَنَّ کُلَّ خَمْرٍ حَرَامٌ ،2/216۔

35 ایضاً باب النَّهْيِ عَنْ الِانْتِبَاذِ فِي الْمُزَفَّتِ وَالدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ ،2/218۔

36ابوداؤد، السنن، کتاب الاشربۃ ،باب نہی عن المسکر ،2/187۔